نورِ ازل

(نعتیں)

مظفر وارثی

نورِ ازل

نورِ ازل

مظفّر وارثی

ماورا پبلشرز
۳۔ بہاولپور روڈ۔ لاہور

جملہ حقوق بحقِ حبیب عُرفی محفوظ ہیں

باذوق لوگوں کے لیے

ہماری کتابیں

خُوبصورت کتابیں

تزئین و اہتمامِ اشاعت : خالد شریف

ضابطہ :

پہلا ایڈیشن ـــ ـــ جولائی ۱۹۸۴ء

ناشر ـــ ـــ ماورا پبلشرز

مطبع ـــ ـــ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

خطّاط ـــ ـــ محمّد ریاض خاں

اُن قیمتی لمحات کے نام

جو بارگاہِ رسالتمآبؐ میں گزرے

لوٹ جا عہدِ نبی کی سمت رفتارِ جہاں
پھر مری پسماندگی کو ارتقا درکار ہے

فہرست

۱۔ مرا پیمبر عظیم تر ہے، ۱۱

۲۔ نہ مرے سخن کو سخن کہو، نہ مری نوا کو نوا کہو، ۱۶

۳۔ میرے اچھے رسولؐ، ۱۸

۴۔ ایک بے نام کو اعزازِ نسب مل جائے، ۲۳

۵۔ جو روشنی حق سے پھوٹ کر جسم بن گئی ہے وُہی نبی ہے، ۲۵

۶۔ معنیٔ حرفِ کُن، ۲۷

۷۔ کھُل گئیں سرحدیں، لامکانی تہِ آسماں آگئی، ۳۱

۸۔ علم محمدؐ عدل محمدؐ پیار محمدؐ، ۳۳

۹۔ حق نما حق صفات آپ کی ذات، ۳۵

۱۰۔ میری ہر سانس پہ اُس کی مہرِ نظر، میرے ہونٹوں پہ کھلتا ہُوا ابھی وہی، ۳۷

۱۱۔ مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے، ۳۹

۱۲۔ نبیوں کے نبی، اُمّی لقبی، کونین کے والی، میں تیرا سوالی، ۴۳

۱۳۔ مرتبہ مجھ کو فنا فی العشق کا درکار ہے، ۴۵

۱۴۔ صلِّ علیٰ نبیّنا، ۴۷

۱۵۔ یوں ترا اسمِ گرامی میرے لب پر آگیا، ۵۱

۱۶۔ زہے شرف مہربان ہیں کس قدر مرے حال پر محمدؐ، ۵۲

۱۷۔ عشق تو ہے تیرا لیکن بہتیرا چاہوں، ۵۴

۱۸۔ عجب سردِ صدا اُس کا دھیان دیتا ہے، ۵۶

۱۹- درِ نبیؐ کی طرف چلا ہوں، ۵۸
۲۰- مفلسِ زندگی اب نہ سمجھے کوئی مجھ کو عشقِ نبی اِس قدر مِل گیا، ۶۷
۲۱- دلِ تیرہ لیے جب سوئے محمدؐ نکلا، ۶۹
۲۲- ورفعنا لک ذِکرک، ۷۱
۲۳- حیاتِ اسوۂ سرکار میں اگر ڈھل جائے، ۷۶
۲۴- خدا کا وہ آخری پیمبرؐ، ۷۸
۲۵- صلی اللہ علیہ وسلم، ۸۲
۲۶- مِری منزلت، مِری آبرو، نہ سخن سے ہے نہ قلم سے ہے، ۸۶
۲۷- سلام تم پر، درود تم پر، ۸۸
۲۸- جو تری ثنا میں نہ ہو فنا مجھے وہ زباں نہیں چاہیے، ۹۱
۲۹- مرا جہان بھی تُو، تو ہی عاقبت میری، ۹۲
۳۰- محمدِ مصطفےٰ کو دیکھو، ۹۴
۳۱- جہل کا سر، درِ ابلاغ پہ خم تو نے کیا، ۹۸
۳۲- مہتاب سے کرنوں کا نہ خوشبو سے گلوں کا، ۱۰۰
۳۳- (منقبت) میرے دل پہ راج کرے دلوں کا ایک فقیر، ۱۰۲
۳۴- (سلام) حسین سچائی ہے وفا ہے، ۱۰۶
۳۵- (") وہ امامِ یقیں جانِ حق رُوحِ دیں شرحِ ایماں سرِ کربلا کر گیا ۱۰۹
۳۶- (") سربلندی کی روایت سر کٹانے سے چلی، ۱۱۱

○

مرا ایمپیریہ عظیم تر ہے

کمالِ خلّاق ذات اُس کی

جمالِ ھستی حیات اُس کی

بشر نہیں عظمتِ بشر ہے

مرا ایمپیریہ عظیم تر ہے

وہ شرحِ احکامِ حق تعالیٰ
وہ خود ہی قانون خود حوالہ
وہ خُود ہی قرآن خُود ہی قاری
وہ آپ مہتاب آپ ہالہ

وہ عکس بھی اور آئینہ بھی
وُہ نقطہ بھی خط بھی دائرہ بھی

وُہ خود نظارہ ہے خود نظر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

شعور لایا کتاب لایا
وہ حشر تک کا نصاب لایا
دیا بھی کامل نظام اُس نے
اور آپ ہی اِنقلاب لایا

وہ عِلم کی اور عمل کی حد بھی
اَزل بھی اُس کا ہے اور اَبد بھی

وہ ہر زمانے کا راہبر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

وہ آدم و نوح سے زیادہ
بلند ہمّت بلند ارادہ
وہ زہدِ عیسیٰ سے کوسوں آگے
جو سب کی منزل وہ اس کا جادہ
ہر اک پیمبر نہاں ہے اس میں
ہجومِ پیغمبراں ہے اس میں
وہ جس طرف ہے خدا اُدھر ہے
مِرا پیمبر عظیم تر ہے

بس ایک مشکیزہ اِک چٹائی
ذرا سے جَو ایک چارپائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے
نہ خُوش لباسی نہ خُوشِ قبائی
یہی ہے کل کائنات جس کی
گِنی نہ جائیں صفات جس کی
وہی تو سُلطانِ بحر و بر ہے
مِرا پیمبر عظیم تر ہے

جو اپنا دامن لہو سے بھر لے
مصیبتیں اپنی جان پر لے
جو تیغ زن سے لڑے نہتّہ
جو غالب آ کر بھی صلح کر لے
اسیر دشمن کی چاہ میں بھی
مخالفوں کی نگاہ میں بھی
امیں ہے صادق ہے معتبر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

جسے شہِ شش جہات دیکھوں
اُسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں
عنانِ کون و مکاں جو تھامیں
کدال پر بھی وہ ہاتھ دیکھوں
لگے جو مزدور شاہ ایسا
نہ زر نہ دھن سربراہ ایسا
فلک نشیں کا زمیں پہ گھر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

وُہ خلوتوں میں بھی صف بہ صف بھی
وہ اِس طرف بھی وہ اُس طرف بھی
محاذ و منبر ٹھکانے اُس کے
وہ سر بسجدہ بھی سر بکف بھی
کہیں وہ موتی کہیں ستارہ
وُہ جامعیّت کا اِستعارہ
وہ صُبحِ تہذیب کا گجر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

نہ مرے سخن کو سخن کہو　　نہ مری نوا کو نوا کہو
مری جاں کو صحنِ حرم کہو　　مرے دل کو غارِ حرا کہو

میں لکھوں جو مدحِ شہِ اُمم　　پرِ جبرئیل بنے قلم
میں ہوں ایک ذرّہ بے درم　　مگر آفتابِ ثنا کہو

طلبِ شہِ عربی کروں　　میں طوافِ حُبِّ نبی کروں
مگر ایک بے ادبی کروں　　مجھے اُس گلی کا گدا کہو

نہ دھنک نہ تارہ نہ پھول ہوں　　قدمِ حضور کی دھول ہوں
میں شہیدِ عشقِ رسول ہوں　　مری موت کو بھی بقا کہو

جو غریبِ عشق نورد ہو — اُسے کیوں نہ خواہشِ گرد ہو
مرا چہرہ کِتنا ہی زرد ہو — مری زندگی کو ہرا کہو

مِلے آپ سے سندِ وفا — ہو بلند مرتبۂ صفا
مَیں کہوں محمّدِ مصطفےٰ — کہو تم بھی صَلِّ علیٰ کہو

وُہ پیام ہے کہ پیام بر — وہ ہمارے جیسا نہیں مگر
وہ ہے ایک آئینۂ بشر — مگر اس کو عکسِ خدا کہو

یہ مظفر ایسا مکین ہے — کہ فلک پہ جس کی زمین ہے
یہ سگِ براق نشین ہے — اسے شہسوارِ صبا کہو

○

میرے اچھّے رسُول

کر مجھے مالا مال
میری جھولی میں ڈال

اپنے قدموں کی دُھول
میرے اچھّے رسُول

تشنگی کا علاج سنگِ اسود کے پاس
چارۂ اختلاج سبز گنبد کے پاس
اشک بن کر دُعائیں
میری پلکوں پہ آئیں
اور صدائیں لگائیں
چل محمدؐ کے پاس

تخت مانگوں نہ سیج
کوئی پروانہ بھیج

کر مجھے بھی قبول
میرے اچھّے رسول

آرزوئے وصال جیسے باہوں میں حور
اور دِل کا یہ حال جیسے جلتا ہو طُور
تُو ہی میرا مدار
تو ہی میرا حِصار
تو مِرے آر پار
جیسے شیشے سے نُور

یُوں ہے تو میرے سنگ
جیسے پانی میں رنگ

جیسے کانٹوں میں پھول
میرے اچھے رسُول

تیری فرقت کی دھوپ   میری فصلِ بہار
تیری یادوں کا رُوپ   میرا جیون سنگھار
آنکھ جلوہ بدوش
رُوح احرام پوش
تیرے حلقہ بگوش
میرے لیل و نہار

رونقِ ہست و بُود
صِرف تیرا وجُود

تیرے سچّے اصُول
میرے اچّھے رسُول

میری سانسوں کی باڑھ تیرے آنگن کے ساتھ
میرا گُزرے اَساڑھ تیرے ساون کے ساتھ
ابرِ رحمت گواہ
بہہ گئے سب گناہ
جب سے لپٹی نگاہ
تیرے دامن کے ساتھ

راہِ حق پر مدام
چلے تیرا غلام
اب نہ ہو کوئی بھول
میرے اچھّے رسُول

○

ایک بے نام کو اعزازِ نسب مِل جائے
کاش مدّاحِ پیمبر کا لقب مِل جائے

میری پہچان کسی اور حوالے سے نہ ہو
اقتدارِ درِ سُلطانِ عرب مِل جائے

آدمی کو وہاں کیا کچھ نہیں ملتا ہو گا
سنگریزوں کو جہاں جنبشِ لب مِل جائے

کس زباں سے مَیں تری ایک جھلک بھی مانگوں
طلبِ حسن تو ہے حُسنِ طلب مِل جائے

اب تو گھر میں بھی مسافر کی طرح رہتا ہوں
کیا خبر اِذنِ حضوری مجھے کب مِل جائے

ایک پل کو بھی جو ہو جائے توجّہ تیری
عمر بھر کے لیے ملنے کا سبب مِل جائے

رابطہ تجھ سے رہے پردۂ تاریکی میں
دیدۂ شوق کو بیداریٔ شب مِل جائے

تو اگر چھاپ غلامی کی لگا دے مجھ پر
مجھ گنہگار کو پروانۂ رب مِل جائے

دے نہ قسطوں میں مظفرؔ کو محبّت اپنی
جس قدر اس کے مقدّر میں ہے سب مِل جائے

○

جو روشنیٔ حق سے پھوٹ کر جسم بن گئی ہے، وُہی نبی ہے
تمام تخلیق کا جو کردارِ مرکزی ہے، وُہی نبی ہے

وجودِ آدم سے تا بہ عیسےٰ ہر اِک زمانہ ہے منتظر سا
صدی صدی جس کے عہد سے درس لے رہی ہے، وُہی نبی ہے

خُدا کی رحمت ہے نام اُس کا فلاحِ انساں پیام اُس کا
ڈھلی ہوئی اس پیام میں جس کی زندگی ہے، وُہی نبی ہے

بشر ہے وُہ یا کلامِ باری میں اُس کی ہر اِک ادا کا قاری
تمام قرآن کی جو تصویرِ معنوی ہے، وُہی نبی ہے

بسائی دنیائے اندرونی، بنی مسیحا نگاہِ خونی
درستیٔ نقشۂ خیالات جس نے کی ہے، وُہی نبی ہے

جو اُس گلی کے ایاز ٹھہرے وہ لوگ تاریخ ساز ٹھہرے
کمالِ سالاریِ جہاں جس کی پیروی ہے، وُہی نبی ہے

قدم نشانِ قدم سے بالا وجود اُس کا عدم سے بالا
جو اوّلِ کائنات ہو کر بھی آخری ہے، وہی نبی ہے

نہ صرف وہ اِس جہاں سے گزرا وہ آسماں آسماں سے گزرا
نگاہِ سائنس داں بھی جس پر لگی ہوئی ہے، وہی نبی ہے

جو کوئی اَمرت بھی دے نہ چکھنا، لگن منظفرؔ اُسی کی رکھنا
سنوار دی جس نے تیری دُنیا و دیں وُہی ہے، وُہی نبی ہے

○

معنیِ حرفِ کُن

مصدرِ بیخ و بُن

مصحفِ لم یزل

پیشِ لفظِ ازل

جملۂ اختتام

تجھ پہ لاکھوں سلام

فکر کیا جو تصوّر کی حد میں نہ آئے
وہ خدا جو گرفتِ خرد میں نہ آئے
اُس سے پردہ نہیں
اُس کا تو ہم نشیں
اُس سے تو ہمکلام
تجھ پہ لاکھوں سلام

کیا اِحاطہ کروں میں تری ذات کا
تُو ہے دُولھا زمانے کی بارات کا
مطلعِ ہر طبق
ہر سحر کی شفق
ہر صدی کے امام
تجھ پہ لاکھوں سلام

عرقِ تیری محبّت میں جو دِل نہیں
اُس کا ایمان، ایمانِ کامل نہیں
تیری چاہت کی خیر
تجھ کو چاہے بغیر
مجھ پہ جینا حرام
تجھ پہ لاکھوں سلام

ہونٹ جب متّصل ہوں ترے اسم سے
روشنی پھُوٹتی ہے مرے جسم سے
یُوں تِری مشعلیں
میرے اندر جلیں
جگمگاؤں تمام
تجھ پہ لاکھوں سلام

سارے قرآں کو تیری گواہی کہوں
یا تجھے ہی کتابِ الٰہی کہوں
تو نِصابِ کرم
امن تیرا علَم
عدل تیرا نظام
تجھ پہ لاکھوں سلام

جنتِ فکر میں ذہن رہنے لگا
میں غزل گو تِری نعت کہنے لگا
تیرا اِحسان ہے
میری پہچان ہے
اب فقط تیرا نام
تجھ پہ لاکھوں سلام

○

کھُل گئیں سرحدیں، لامکانی تہِ آسماں آگئی
آپ تشریف لائے تو جسمِ دو عالم میں جاں آگئی

وقت کا قافلہ، روشنی کے سفر پر روانہ ہُوا
بے جہت زندگی، عبد و معبُود کے درمیاں آگئی

ذرّہ ذرّہ حجازِ مقدّس کا آئینہ گر بن گیا
اپنے ہاتھوں میں کھلتے ہُوئے پھُول لے کر خزاں آگئی

تنگ ذہنوں پہ جب آپ نے ڈال دی اِک کشادہ نظر
ذات کے قیدیوں میں بھی اِک وسعتِ بیکراں آگئی

جب محمدؐ کی تنہائی نے بھیڑ کو ہمنوا کر لیا
خُود گروہِ یقیں کی طرف نسلِ وہم و گماں آگئی

کلمہ آپ کا سنگریزوں کو دیکھا جو پڑھتے ہوئے
پتھروں کو خُدا کہنے والوں کے لب پر اذاں آ گئی

جب مدارِ زمیں سے نکل کر قدم مصطفٰے نے رکھے
آہٹوں کی طرف چاند تارے بڑھے، کہکشاں آ گئی

میں نے بھیجا ہے جب بھی مظفرؔ۔ درود آپ پر یوں لگا
جیسے شیرینیوں کے شکنجے میں ساری زباں آ گئی

○

عِلم محمدؐ عدل محمدؐ پیار محمدؐ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمدؐ

ہم اجمالی کیا جائیں تفصیل میں اُن کی
کیا دُنیا کیا عقبیٰ سب تحویل میں اُن کی
وقت کے بیچ محمدؐ، وقت کے پار محمدؐ

سُورج چاند ستارے اُن کے زیرِ سایہ
جو اُن تک پہنچا وہ روشنیاں لے آیا
بانٹیں کیا چمکیلے کردار محمدؐ

بندوں سے کیا ہوں گی تحقیقات خدا کی
مسجدِ ہستی کا رقبہ ہے ذات خدا کی
سارے پیمبر محرابیں، مینار محمدؐ

دُھوپ گناہوں کی بھی سایہ دار ہے کتنی
میری درویشی سرمایہ دار ہے کتنی
میرے لب پر آیا لاکھوں بار محمدؐ

اپنی اپنی تہذیبیں سب بھول چکے ہیں
سب پتھر کے عہد کی جانب لوٹ رہے ہیں
دُنیا کی ہر قوم کو ہیں درکار محمدؐ

اپنی خاص عنایت صَرف بھی فرماتے ہیں
خود اُس کی توسیعِ ظرف بھی فرماتے ہیں
عشق جِسے دیتے ہیں بے مقدار محمدؐ

کیوں نہ مظفرؔ میرے پاؤں پڑے خُوش بختی
میری گردن میں بس اُن کے نام کی تختی
میری سب خُوشیاں سارے تہوار محمدؐ

حق نما حق صفات آپ کی ذات
شاہکارِ حیات آپ کی ذات

خالقِ کائنات ذاتِ خُدا
مقصدِ کائنات آپ کی ذات

شرحِ تہذیب ایک ایک عمل
رُوحِ اخلاقیات آپ کی ذات

شَرق و غرب آپ کے نشانِ قدم
جہتِ شش جہات آپ کی ذات

جذبۂ ایماں مطالعہ جس کا
دیں کی وہ کلّیات آپ کی ذات

حیرت انگیز آپ کا معمول
مظہرِ معجزات آپ کی ذات

ہر صدی آپ کے جلو میں چلے
ہر زمانے کے ساتھ آپ کی ذات

جس کی تائید تا ابد ہو گی
وہ ثبوتِ ثبات آپ کی ذات

میرا منشور میرا پیمانہ
آپ کی بات بات آپ کی ذات

کیا مظفرؔ ہو عاقبت کی فکر
میری وجہِ نجات آپ کی ذات

○

میری ہر سانس پہ اُس کی مہرِ نظر   میرے ہونٹوں پہ کھلتا ہُوا بھی وہی
ساتھ بھی اس کے ہوں اس کو طے بھی کروں   قافلہ بھی وہی راستہ بھی وُہی

رازِ ہستی اُن آنکھوں سے ظاہر ہُوا   اِفتتاحِ جہاں اُس کی خاطر ہُوا
خاکداں کے عَلَم اُس کے نقشِ قدم   سِدرۃ سِدرۃ المنتہا بھی وہی

قولِ تحقیق ہے فعل تصدیق ہے   کیوں نہ ہو علم کا وہ اتالیق ہے
اس کا اُمّی لقب اور سراپا اَدب   فلسفی بھی وُہی فلسفہ بھی وہی

کتنے لوگوں کا احساں ہے تاریخ پر   ایسا انسان کوئی دکھاتے مگر
سر پہ بارِ ستم سنگ بستہ شکم   ساری دُنیا کا فرمانروا بھی وہی

روشنیٔ ازل کا حوالہ بھی وہ   مطلعِ آخری کا اجالا بھی وُہ
وقت اور فاصلے اس کے محور تلے   لامکانی کا جغرافیہ بھی وہی

پُوری انسانیت اُس کی ممنون ہے   وُہ عدالت ہے منصف ہے قانون ہے
مصلحِ ہر زماں بے اماں کی اماں   مُردہ رُوحوں کا دارالشفا بھی وہی

فکر ہے عاقبت کی مظفرؔ اگر   جس پہ آقا چلے چل اُسی راہ پر
جس میں ہو گی رضائے شہِ انبیاؑ   حکم صادر کرے گا خُدا بھی وُہی

○

مِرا تو سب کچھ مِرا نبی ہے

سیاہیاں مجھ میں داغ مجھ میں

جلیں اُسی کے چراغ مُجھ میں

اثاثۂ قلب و جاں وُہی ہے

مِرا تو سب کچھ مِرا نبی ہے

مرے گناہوں پہ اُس کا پردہ
وہ میرا اِمروز میرا فردا
ضمیر پر حاشیے اُسی کے
شعور بھی اُس کا وضع کردہ
وہ میرا ایماں مرا تیقّن
وہ میرا ہیمانۂ تمدّن
وہ میرا معیارِ زندگی ہے
مرا تو سب کچھ مرا نبی ہے

وہ میری منزل بھی ہمسفر بھی
وہ سامنے بھی پسِ نظر بھی
وہی مجھے دُور سے پکارے
اُسی کی پرچھائیں رُوح پر بھی
وہ رنگ میرا وہ میری خوشبو
میں اُس کی مُٹھی کا ایک جگنو
وہ میرے اندر کی روشنی ہے
میرا تو سب کچھ مرا نبی ہے

اُسی کے قدموں میں راہ میری
اُسیؐ کی پیاسی ہے چاہ میری
اُسی کی مجرم مِری خطائیں
اُسی کی رحمت گواہ میری

اسی کا غم مجھ کو ساتھ رکھے
وہی مِرے دل پہ ہاتھ رکھے

وہ درد بھی ہے سکون بھی ہے
مِرا تو سب کچھ مرا نبی ہے

ازل کے چہرے پہ نور اُس کا
ظہورِ عالم ظہور اُس کا
خُود اُس کی آواز گفتۂ حق
خُود اُس کی تنہائی طور اُس کا

بہت سے عالی مقام آئے
خدا کے بعد اُس کا نام آئے

وُہ اوّلیں ہے وُہ آخری ہے
مِرا تو سب کچھ مرا نبی ہے

نہ مجھ سے بارِ عمل اٹھے گا
نہ عضو ہی کوئی ساتھ دے گا
اگر کہے گا تو روزِ محشر
خُدا اسے میرا نبی کہے گا
سیاہیاں داغ صاف کر دے
اسے بھی مولا معاف کر دے
یہ میرا عاشق ہے وارثی ہے
مِرا تو سب کچھ مِرا نبی ہے

نبیوں کے نبی اُمّی لقبی کونین کے والی میں تیرا سوالی
کر مجھ کو عطا تھوڑی سی ضیا تارے ترے موتی چندا تری تھالی

یہ کِس نے کہا سایا ہی نہ تھا مجھ کو نظر آیا ہر سُو ترا سایا
جو تیرا ہُوا رب اُس کا ہُوا پائی ہے خُدائی جِس نے تجھے پایا
اے سَرورِ دیں شب جس کی نہیں بانٹے وہ سویرا کملی تِری کالی

ساقی مرا تو　بھر میرا سبُو　دریا ہوں کہ جھیلیں　سب تیری سبیلیں
خُورشیدِ حرا　ٹھوکر سے گرا　آہوں کی طنابیں　دُوری کی فصیلیں
فردوس مرا　روضہ ہے ترا　پلکوں میں پرو دے　دِیوار کی جالی

محبوبِ خُدا　اے نُورِ ھُدا　چمکے مرا سینہ　بن جائے مدینہ
کرتی ہے انا　اب تیری ثنا　اس پار لگا دے　لفظوں کا سفینہ
رکھ میرا بھرم　دے شاہِ اُمم　حسان کی نظریں　آوازِ بلالی

بس ایک یہی　حسرت ہے مری　دِل موت سے پہلے　کچھ تجھ سے بھی کہہ لے
بھڑکے جو طلب　ہو دَرد عجب　اب تیرا مظفر　یادوں سے نہ بہلے
رحمت کی نظر　ہو جائے اگر　بن جائے گلستاں　سُوکھی ہوئی ڈالی

○

مرتبہ مجھ کو فنا فی العشق درکار ہے
اپنے آئینے میں عکسِ مصطفےٰ درکار ہے

جیسا وہ فیّاض ویسی تہی دامانی مِری
مجھ بھکاری کو شہِ ارض و سما درکار ہے

لَوٹ جا عہدِ نبی کی سمت رفتارِ جہاں
پھر مِری پسماندگی کو اِرتقا درکار ہے

میں نے اپنی جستجو میں کتنی صدیاں کاٹ دیں
میرے مولا مجھ کو اپنا ہی پتہ درکار ہے

قیمتی پوشاک میں بھی ہے برہنہ زندگی
روشنی کو تیرے ساتے کی قبا درکار ہے

صرف تجھ پر خرچ کرنا چاہتا ہوں زندگی
ایک شب میں عمر بھر کا رت جگا درکار ہے

لے بھی لے اب اپنی رحمت کی پناہوں میں اسے
اُمتِ بیمار کو دارالشّفا درکار ہے

زینۂ خوشنودیِ حق ہیں ترے نقشِ قدم
پہلے وہ تیرا بنے جس کو خُدا درکار ہے

ایک پل بھی ہو بہت تجھ تک پہنچنے کے لیے
طے نہ جو کرنا پڑے وہ راستہ درکار ہے

مبتلائے حبسِ دُوری ہے مظفرؔ وارثی
شاہِ بطحا اس کو بطحا کی ہوا درکار ہے

○

صلِّ علےٰ نبیّنا
تجھ سے سخن کی آبرو
میری متاعِ فکر تو
میرا ہُنر تری ثنا
صلِّ علےٰ نبیّنا

تیرا شعورِ بے بہا
اوجِ بشر کی اِنتہا
فرش سے عرش تک رہا
آنکھ سے رُوح تک گیا
چادرِ نُورِ جسم پر
پردۂ میمِ اِسم پر
عبد سے عبدہٗ بنا
صَلِّ علےٰ نبیّنا

تُو ہے نوائے ایزدی
گُونج تِری صدی صدی
تیرا قیام بھی سفر
تیرا سراب بھی ندی
چاہا تجھے حیات نے
مادرِ کائنات نے
تجھ سا بشر نہیں جنا
صَلِّ علےٰ نبیّنا

فقر بھی تیرا شاہ گر
سایہ بھی مطلعِ سحر
نغمہ و نکہت و چراغ
صورت و سماعت و نظر
عکسِ خدائے لم یزل
آئنہ خانۂ عمل
پیری شباب بچپنا
صَلِّ علےٰ نبیّنا

تو مرا مرکز و اساس
میرا سکون تیرے پاس
میری نظر میں تیرے رنگ
میری رگوں میں تیری باس
اے مرے والی و امیر
میں ترے حسن کا اسیر
میں ترے عشق میں فنا
صَلِّ علےٰ نبیّنا

کرتا رہا ترا مزاج
چارہ گردں کا بھی علاج
جن کے سروں پہ گھاؤ تھے
بخش دیے تو نے ان کو تاج

خاک بسر ہوا غرور
کانپ اٹھا ترے حضور

تاجوروں کا طنطنہ
صَلِّ علےٰ نبیّنا

یوں ترا اسمِ گرامی میرے لب پہ آ گیا
جیسے دریا تشنگی کے پاس چل کر آ گیا

نزغۂ لہو ولعب میں تھے مِرے ہوش وحواس
جانے تو کس راستے سے میرے اندر آ گیا

روضۂ سرکار سے آگے نہ لے جا زندگی
میری اُمیدوں کی بستی، رُوح کا گھر آ گیا

تیری صُورت جس نے دیکھی اُس نے دنیا دیکھ لی
اُس پہ سب در کھُل گئے جو تیرے در پہ آ گیا

جب سے ہو آیا ہُوں دربارِ رسُولِ پاک سے
زندگی کرنے کا ڈھب مجھ کو مظفرؔ آ گیا

○

زہے شرف، مہربان ہیں کس قدر مرے حال پر محمدؐ
لٹائیں اشرفیاں رحمتوں کی غریبِ اعمال پر محمدؐ

کبھی یہاں کی کبھی وہاں کی کریں صدارت وہ دو جہاں کی
دکھائی دیتے ہیں فرش و عرشِ بریں کے پنڈال پر محمدؐ

ہوائیں اُس سے لپٹ کے جھومیں بلندیاں اُس کے پاؤں چومیں
جو اِک اچٹتی نگاہ ڈالیں کسی کے اقبال پر محمدؐ

لہو بدن کا گرے زمیں پر شکن نہ آئے مگر جبیں پر
غنیمِ جاں کے بھی وار روکیں دعاؤں کی ڈھال پر محمدؐ

نظر جمالِ حضور دیکھے تو ایک انبوہِ نور دیکھے
نثار ہر ایک آئینہ آپ کے خد و خال پر محمدؐ

ہوئے جو معراج کو روانہ تو رُک گئی گردشِ زمانہ
کسے خبر تا بہ کے رہے مرکبِ مہ و سال پر محمدؐ

کروں جو روضے کی خاک روبی تو رنگ لائے یہ کارِ چوبی
ازل کے دن سے کڑھا ہوا ہے حیات کی شال پر محمدؐ

نہ اِس جہاں کو جواب دوں گا نہ اُس جہاں میں حساب دوں گا
کہ خود کو میں خرچ کر رہا ہوں تمھارے اقوال پر محمدؐ

عجیب سی پُر سکون لہریں وجود کے ساحلوں پہ ٹھہریں
درود بھیجوں جو آپ پر اور آپ کی آل پر محمدؐ

ملائکہ بھی مجھے مظفرؔ پکار اٹھیں گے رئیسِ محشر
کریں گے جس وقت اپنا سایہ مجھ ایسے کنگال پر محمدؐ

○

عِشق تو ہے تیرا لیکن بہتیرا چاہوں
اب تیری دہلیز پہ عمر بسیرا چاہوں

میں بھی تیرا اِک اَدنیٰ سا حسّان ہُوں آقا
جانے کِتنی سانسوں کا مہمان ہُوں آقا
اور اِک بار تِری گلیوں کا پھیرا چاہوں

کر دیا تو نے اِتنا روشنیوں کا عادی
سُورج چھپتے ہی جا نِکلوں تیری وادی
شام ڈھلے بھی اپنے گِرد سویرا چاہوں

دردِ طلب رہنے دے تشنہ لبی رہنے دے
لُوٹ لے جو سب کچھ بس یادِ نبی رہنے دے
ایسا کوئی خیر اندیش لٹیرا چاہوں

حجرۂ ذات میں جلتی دیکھوں شمعِ حرم بھی
جاؤں نہ باہر تیری حدوں سے ایک قدم بھی
چاروں سمت تری رحمت کا گھیرا چاہوں

اشکِ ندامت کی بھی اکثر پھوار پڑی ہے
پھر بھی میرے اندر دُھوپ اور کڑی ہے
تیرا سایہ چاہوں اور گھنیرا چاہوں

حیرت سے مُجھ کو ہر اک اُونچائی تکے گی
حدِّ نظر بھی شاہیں بن کر دیکھ سکے گی
تیرے قدموں کی پاتال میں ڈیرا چاہوں

○

عجب سرورِ صدا اُس کا دھیان دیتا ہے
بلال کعبے میں گویا اذان دیتا ہے

جلائے دُھوپ مجھے جب مِرے گُناہوں کی
درود اَبر کی چادر سی تان دیتا ہے

مِری طلب ہے اُسی کے کرم سے وابستہ
جو ایک وقت میں دونوں جہان دیتا ہے

زہے نصیب میسّر ہے اُس کا پیار مجھے
جو دُشمنوں کو بھی اپنے امان دیتا ہے

نشانِ پا بھی ہیں اُس کے عروج کا زینہ
زمیں نشین کو وُہ آسمان دیتا ہے

کرے شکار جو دِل کو بغیر تیروں کے
اسی کے ہاتھ میں اپنی کمان دیتا ہے

جو اپنے پیٹ سے فاقوں میں باندھ کر پتھر
ضعیف کو بھی ارادے جوان دیتا ہے

کروں جو یاد اُسے سب کثافتیں ہٹ جائیں
خیال اُس کا عقیدے کو چھان دیتا ہے

مِرے کلام کو شُہرت بھی دے رہا ہے وُہی
جو پتھروں کو مظفرؔ زبان دیتا ہے

○

(عمرے کے موقع پر لکھی گئی)

(پہلا حصّہ)

دَرِ نبی کی طرف چلا ہوں
بدن پہ چادر ہے آنسوؤں کی
لہو میں لذّت ہے راستوں کی
بغیر خوشبو مہک رہا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

سکون آمیز بے قراری
ہے میری یکسوئیوں پہ طاری
چلی براقِ کشش پہ لے کر
رسولِ اکرم کی غم گساری
رسائی ہے بختِ نارسا میں
سرا ہے اِک دستِ مصطفٰے میں
مَیں ڈور کا دوسرا سرا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

طوافِ کعبہ تھا فرض مجھ پر
دَرِ نبی کا ہے قرض مجھ پر
سمٹ کے سایہ فگن ہوا ہے
جہان کا طول و عرض مجھ پر
شریکِ رفتار جو رہے ہیں
وہ فاصلے ختم ہو رہے ہیں
میں آج سے اپنی ابتدا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

دکھائی دینے لگا مدینہ
مثالِ در کھل رہا ہے سینہ
ہوائیں حوروں کے لمس جیسی
فضائیں خُلدِ بریں کا زینہ
کھلے ہوئے بازؤوں سی راہیں
ہر اک مسافر کو اِتنا چاہیں
کہ اُن کی چاہت پہ مر مٹا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

یہ ساعتِ قیمتی بھی آئی
کہ حاضری کو چلی جدائی
دھڑک رہے ہیں حواسِ خمسہ
لرز رہی ہے برہنہ پائی
بہشتِ عالم ہے یہ علاقہ
قدم قدم نقشِ پائے آقا
زمیں کے شیشے میں دیکھتا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

(دوسرا حِصّہ)

درِ نبی پر پہنچ گیا ہُوں

یقین حاوی سا ہے گماں پر

زمین پر ہُوں کہ آسماں پر

میں ہُوں نہیں ہُوں جیسوں تو گیا ہوں

درِ نبی پر پہنچ گیا ہُوں

نہ رنگِ نام و نمود میرا
نہ سایۂ ہست و بود میرا
خنک خنک نورِ مصطفےٰ سے
پگھل رہا ہے وجود میرا
جمالِ سرکار ضو فشاں ہے
نگاہ بھی درمیاں کہاں ہے
سراپا آنکھیں بنا ہوا ہوں
درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

یہ دید معراج ہے نظر کی
یہی کمائی ہے عمر بھر کی
رئیسِ لیل و نہار ٹھہرا
طلب ہو کیا مجھ کو مال و زر کی
شعور و عرفان و آگہی سے
خزانۂ جلوۂ نبی سے
تجوریوں کی طرح بھرا ہوں
درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

حیات کو جس کی دُھن رہی ہے
وُہ قُرب کے پھُول چُن رہی ہے
سلام کا بھی جواب گویا
سماعتِ عشق سُن رہی ہے

اب اور کیا مانگنا ہے رب سے
کہ ہاتھ باندھے ہُوئے ادب سے

حضور کے سامنے کھڑا ہُوں
درِ نبی پر پہنچ گیا ہُوں

یہ روضۂ شاہِ انبیا ہے
کہ کُرسی و عرشِ کبریا ہے
بندھا ہے درباریوں کا تانتا
عجیب اندازِ تخلیہ ہے

بغیر اجازت ہو باریابی
سیاہئ دِل ہو آفتابی

میں زنگ خُوردہ چمک اُٹھا ہُوں
درِ نبی پر پہنچ گیا ہُوں

(تیسرا حصّہ)

درِ نبی سے پلٹ رہا ہوں

زمین ہے میرے سر پہ جیسے
ٹھہر گئی رُوح دَر پہ نہ جیسے
بدن کے ہمراہ چل پڑا ہوں
درِ نبی سے پلٹ رہا ہوں

سکون چھینا ثواب چھینا
نظارۂ لاجواب چھینا
فرائضِ دُنیوی نے مجھ سے
درِ رسالتمآب چھینا
رُواں رُواں آپ کو پکارے
کٹیں رگِ جاں سے موڑ سارے
حرم کو مُڑ مُڑ کے دیکھتا ہُوں
درِ نبی سے پلٹ رہا ہُوں

مَیں یوں دیارِ نبی سے نِکلا
کہ جیسے شعلہ کلی سے نکلا
لیے ہوئے رحمتوں کے سائے
میں حلقۂ روشنی سے نکلا
اگرچہ پی آیا ہوں سمندر
مگر بڑی تشنگی ہے اندر
میں خُوش ہوں لیکن بجھا بجھا ہوں
درِ نبیؐ سے پلٹ رہا ہُوں

دوبارہ جانے کی آرزو ہے
کہ خود کو پانے کی آرزو ہے
جو حج پہ احرام باندھتے ہیں
یہن کے آنے کی آرزو ہے
جو بوئے آقا کی دے گواہی
اُسی کفن میں مروں الٰہی
تڑپ ہوں، فریاد ہوں دُعا ہوں
نبی نبی پھر پکارتا ہوں

مجھے مرے ذہن نے ڈبویا
بہت ہی، کم مائیگی پہ رویا
تاثّر اپنا بیان کر کے
سخنوری کا بھرم بھی کھویا
نہ لاج رکھّی قلم کی میں نے
کیا تھا محسوس جو بھی میں نے
کہاں منظفر وہ لکھ سکا ہوں
نبی نبی پھر پکارتا ہوں

(۱)

مُفلسِ زندگی، اب نہ سمجھے کوئی — مجھ کو عشقِ نبی، اِس قدر مِل گیا
جگمگائے نہ کیوں، میرا عکسِ دَروں — ایک پتھر کو، آئینہ گر مِل گیا

جس کی رحمت سے تقدیرِ انساں کھُلے — اُس کی جانب ہی دروازۂ جاں کھُلے
جانے عمرِ رواں، لیکے جاتی کہاں — خیر سے مجھ کو خیرالبشر مِل گیا

محورِ دو جہاں ذات سرکار کی — اور مِری حیثیت ایک پرکار کی
اُس کی اِک رہ گزر، طے نہ ہو عمر بھر — قبلۂ آرزو تو، مگر مِل گیا

اُس کا دیوانہ ہوں، اُس کا مجذوب ہوں — کیا یہ کم ہے کہ میں اُس سے منسوب ہوں
سرحدِ حشر تک، جاؤں گا بے دھڑک — مجھ کو اِتنا تو زادِ سفر مِل گیا

ذہن بے رنگ تھا سانس بے رُوپ تھی
رُوح پر مصیبت کی کڑی دُھوپ تھی

اُس کی چشمِ غنی، رونقِ جاں بنی
چھاؤں جس کی گھنی وہ شجر مل گیا

جب سے مجھ پر ہُوا مُصطفےٰ کا کرم
بن گیا دل مظفرؔ چراغِ حرم

زندگی پھر رہی تھی بھٹکتی ہُوئی
میری خانہ بدوشی کو گھر مِل گیا

○

دلِ تیرہ لیے جب سوئے محمدؐ نکلا
روشنی بانٹنے بازوئے محمدؐ نکلا

جب بھی دُنیا کی ہوائیں مجھے لینے آئیں
اوڑھ کر چادرِ خوشبوئے محمدؐ نکلا

مِل گئی راہ مری پیاس کو میرے غم سے
دل میں ڈوبا تو سرِ جوئے محمدؐ نکلا

دُور سے جو درِ کعبہ نظر آیا مجھ کو
پاس جا کر خمِ ابروئے محمدؐ نِکلا

لالہ و گل ہی نہ تھے آپ کے قدموں کے نشان
چاند بھی حلقۂ گیسوئے محمدؐ نکلا

عشق کی رحل پہ قرآن جو کھولا میں نے
ہر ورق آئینۂ رُوئے محمدؐ نکلا

نفسِ امارہ پہ بے خوف چڑھائی کر دی
میرا احساس بھی گبروئے محمدؐ نکلا

ہم مظفرؔ کو سمجھتے تھے بہت ہی کمتر
وہ ستمگر تو سگِ کوئے محمدؐ نکلا

○

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک

تِری خُوشبو مِری چادر
تِرے تیور مِرا زیور

تِرا شیوہ مِرا مسلک
ورفعنا لکَ ذِکرک

مِری منزل تِری آہٹ
مِرا سِدرہ تِری چوکھٹ
تِری گاگر
مِرا ساگر
تِرا صحرا مِرا پنگھٹ
میں ازل سے تِرا پیاسا
نہ ہو خالی مِرا کاسہ
تِرے داری تِرا بالک
ورفعنا لک ذِکرک

تِری مِدحت مِری بولی
تو خزانہ میں ہوں جھولی
تِرا سایا
مِری کایا
تِرا جھونکا مِری ڈولی
تِرا رستہ مِرا ہادی
تِری یادیں مِری وادی
تِرے ذرّے مِرے دیپک
ورفعنا لک ذِکرک

ترے دم سے دلِ بینا
کبھی فاراں کبھی سینا
نہ ہو کیوں پھر
تری خاطر
مرا مرنا مرا جینا
یہ زمیں بھی ہو فلک سی
نظر آئے جو دھنک سی
ترے دَر سے مری جاں تک
ورفعنا لکَ ذِکرک

میں ہوں قطرہ تو سمندر
مری دُنیا ترے اندر
سگِ داتا
مرا ناتا
نہ ولی ہوں نہ قلندر
ترے سائے میں کھڑے ہیں
مرے جیسے تو بڑے ہیں
کوئی تجھ سا نہیں بیشک
ورفعنا لکَ ذِکرک

میں ادھورا تو مکمل
میں شکستہ تو مسلسل
میں سخنور
تُو پیمبر
مرا مکتب ترا اک پل
تری جنبش مرا خامہ
ترا نقطہ مرا نامہ
کیا تو نے مجھے زیرک
و رفعنا لک ذکرک

مری سوچیں ہیں سوالی
مرا لہجہ ہو بلالی
شب تیرہ
کرے خیرہ
مرے دن بھی ہوں مثالی
ترا مظہر ہو مرا فن
رہے اُجلا مرا دامن
نہ ہو مجھ میں کوئی کالک
و رفعنا لک ذکرک

حیاتِ اُسوۂ سرکار میں اگر ڈھل جائے
ہر ایک سانس کے اندر چراغ سا جل جائے

میں ریزہ ریزہ ہُوا تو اُسی کی یاد آئی
جہاں پہنچ کے نہ کوئی بھی نامکمّل جائے

طلوعِ صبح کا منظر ہو میرے اندر بھی
صبا جو رُوح پہ اُس کا غبارِ پا مَل جائے

کوئی دکھی جو تہِ دل سے نام لے اُس کا
پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے بَلا ٹل جائے

گیا جو شیشۂ افلاک سے نظر کی طرح
صدا بھی اُس کی ابد کی طرف مسلسل جائے

وہ دشت میں ہو تو بن جائیں انگلیاں لہریں
جو دُھوپ میں وہ چلے اُس کے ساتھ بادل جائے

رہے لبوں پہ ہزاروں دُعاؤں کی یہ دُعا
کہ حج کو جائے مظفر بھی اور پیدل جائے

○

خدا کا وہ آخری پیمبر
کھڑا ہے فاراں کی چوٹیوں پر

جو دینِ اسلام لے کے آیا
خُدا کا پیغام لے کے آیا

نگاہ سب کی ہے جس کی جانب
جو اہلِ مکہ سے ہے مخاطب

تمھاری نظروں کے سامنے ہے
تمام لوگوں کے سامنے ہے

مرا ہر اِک لمحہ زندگی کا
کبھی دُکھایا ہے دِل کسی کا؟

کہو کبھی میں نے جھوٹ بولا
کبھی خیانت کا زہر گھولا

تو سب پکارے نہیں محمدؐ
کہ تم ہو صادق امیں محمدؐ

کہا یہ پھر شاہِ دوسرا نے
نبی بنایا مجھے خدا نے

اُسی کی دیتا ہُوں میں شہادت
یہ جان لو لائقِ عبادت

کوئی خدا کے سوا نہیں ہے
یہ بُت یہ پتھر خدا نہیں ہے

سنا جو اعلانِ مصطفائی
سماعتِ کفر تلملائی

ابھی جو تائید کر رہے تھے
حضور کا دم جو بھر رہے تھے

بھڑک اٹھے حق کی بات سُن کر
پہاڑ سے سب نے سنگ چُن کر

محمّد مصطفٰے کو مارے
سِتم نے پتّھر وفا کو مارے

لہُو میں اپنے نہاتے آقا
رہی دُعا گو صدائے آقا

دُہی صدا دُور دُور پہنچی
براہِ تحت الشعور پہنچی

اُسی صدا سے وُہ نور پھوٹا
نصیبِ جہل و غرور پھوٹا

اُسی صدا سے ضمیر چمکے
جلے اُسی سے دِیے حرم کے

وُہی صدا عِلم کا مدینہ
رہِ عمل اِرتقا کا زینہ

تمام قرآں وہی صدا ہے
عروجِ اِنساں وہی صدا ہے

زمانہ رہ جاتے تم سے پیچھے
چلے چلو اُس صدا کے پیچھے

○

صَلَّ اللہ علیہ وسلّم

اوّل اُس کا آخر اُس کا
باطن جیسا ظاہر اُس کا
روشنی و آئینہ مجتسم
صَلَّ اللہ علیہ وسلّم

تاج نہ طُرّہ مال نہ مایا
اور ساری مخلوق رعایا
اِنسانوں کے
بھاگ جگاتے
تہذیبوں کی پلٹی کایا
اُس کا تکلّم حُکمِ الٰہی
اُس کی زباں سے بولے خُدا ہی
بات آفاقی لہجہ مدّھم
صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّم

جنگ بھی اُس کی امن کی حامل
وار بھی اُس کا پیار کے قابل
تخت چٹائی
ملک خدائی
غار پڑاؤ سِدرہ منزل
دشمنِ جاں ، بھی اُس کو بھائیں
تیغ توکّل تیر دُعائیں
ذات ہی لشکر ہاتھ ہی پرچم
صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّم

پیار نبی کا ذِکر نبی کا
رُوح کا جھُومر نطق کا ٹیکہ
لاکھ بُرا ہوں
اُس کو ہی چاہوں
جیسا ہُوں کہلاؤں اُسی کا
اُس کی آہٹ اُس کا سایا
میرا دھن میرا سرمایا
اُس کا اِسم ہی اِسمِ اعظم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

یاد میں اُس کی آنکھ بھگونا
اندر سے ہے اُجلا ہونا
اُس نگری کے
سنگ بھی ہیرے
اُن ہیروں کی خاک بھی سونا
قربتِ یزداں چاہ میں اُس کی
اس کے سفر میں راہ میں اُس کی
ذرّے بھی جگنو دُھوپ بھی شبنم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

خیر و شر کی جنگ چھڑی ہے
دنیا ہم پر تنگ ہوئی ہے
آنسو چُن لے
کاش وہ سُن لے
اُمت اس کی چیخ رہی ہے
رحم کی بارش کرنے والا
وہ ہے یا اللہ تعالیٰ
ہم اُس کے وہ حق کا محرم
صلی اللہ علیہ وسلم

○

مری منزلت مری آبرو نہ سخن سے ہے نہ قلم سے ہے
مری راہ میں ہے جو روشنی وہ ترے نشانِ قدم سے ہے

مجھے درد اپنا اگر دیا تو سکوں بھی تو نے عطا کیا
تجھے چاہنے کا شعور بھی ترے پیار تیرے کرم سے ہے

جب اس آئینے پہ نظر پڑی تو مجھے بشارتِ حق ملی
رُخِ مصطفےٰ سے بھی ہے وہی جو لگاؤ شمعِ حرم سے ہے

مرا دل جو تیرے حضور ہو مری پیاس غرقِ سرور ہو
مری کشتِ عشق ہری بھری لبِ خشک و دیدۂ نم سے ہے

مِری رُوح تیری غلام تھی یہ ازل سے ہی تِرے نام تھی
میں یہاں ہی تیرا نہیں ہُوا مِرا تجھ سے ربط عدم سے ہے

رگِ جاں سے ہے جو قریب تر وہ خُدا ہے بعدِ خُدا مگر
کوئی ساتھ ہے جو قدم قدم تو اُسی کی چاپ قسم سے ہے

سلام تم پر درود تم پر
تمھاری آہٹ سے ذہن جاگے
نگاہ جائے نہ تم سے آگے
ہیں ختم ساری حدود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

تمہارا جلوہ خمیرِ آدم
تم آسمان و زمیں کے سنگم
تمہاری آمد
کمالِ ایزد
تمہارے اندر تمام عالم
تمہاری ممنون ہر گھڑی ہے
ابد کو گھیرے ہوئے کھڑی ہے
عمارتِ ہست و بود تم پر
سلام تم پر درُود تم پر

خُدا کے اظہار کی زباں تم
ہمارے اور اُس کے درمیاں تم
خُدا کو پیاری
ادا تمہاری
جہاں جہاں وہ وہاں وہاں تم
ہر ایک تخلیق کی بِنا ہو
تم اُس حقیقت کا آئنہ ہو
کھُلا درِ ہر شہود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

رسول سارے اِمام سارے
تمھارے در کے غلام سارے
تمھاری ہستی
ہے سب کی بستی
تمھارے سائل نظام سارے
ہیں جس کے قبضے میں سب خزانے
کیا اُسی خالقِ عُلا نے
ہر ایک شے کا درود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

چلی تھیں دل سے بہول لے کر
دُعائیں لوٹی ہیں پھول لے کر
ہیں حشر تک کا
رئیس ٹھہرا
خُدا سے حُبِّ رسُول لے کر
خطاؤں کو رحمتیں نوازیں
نثار تم پر مری نمازیں
فِدا قیام و سجود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

جو تری ثنا میں نہ ہو فنا — مجھے وُہ زباں نہیں چاہیے
ترے پیار میں ہیں ہری رُتیں — مجھے یہ جہاں نہیں چاہیے

تری خاکِ پا ہے مری حنا — ترا عکس بھی مرا آئنہ
میں فقط نظر تو نظارہ گر — مجھے تو کہاں نہیں چاہیے

جو نظر میں ہو ترا رُوپ بھی — شبِ ماہ لگتی ہے دُھوپ بھی
تری رحمتیں جو پناہ دیں — کوئی سائباں نہیں چاہیے

مرے سانس ہوں تری چاپ ہو — فلک و زمیں کا مِلاپ ہو
تری روشنی کے سِوا کوئی — سرِ کوہ تے جاں نہیں چاہیے

مِرے دھیان کو وُہ رسائی دے　　مجھے تو یہیں سے دکھائی دے
کوئی واسطہ کوئی راستہ　　کوئی کارواں نہیں چاہیے

یہ ترا مظفرِ خوش نوا　　جِسے جانتے ہیں شہ و گدا
تِرے سنگِ دَر پہ مَرے اگر　　تو کوئی نشاں نہیں چاہیے

○

مِرا جہان بھی تُو، تُو ہی عاقبت میری
تِرے بغیر نہیں کچھ بھی حیثیت میری

مِرا جھکا ہوا سر بھی بلند ہے کتنا
ترا نشانِ کفِ پا ہے سلطنت میری

بس ایک بُوند تِری، میرے عِلم کا دریا
بس ایک اِسمِ گرامی تِرا لغت میری

تِرے خیال میں رہتا ہے گم وجُود مرا
مقام کی نہیں محتاج شہرت میری

جو وقت صَرف ہو اپنے لیے وہی گھاٹا
جو سانس خرچ ہو تجھ پر وہی بچت میری

جو تجھ کو دیکھ کر آئے میں وہ نظر دیکھوں
جدھر سے تیری صدا آئے وہ جہت میری

میں کیا کروں تِری نسبت پہ ناز ہے مجھ کو
مِرے نیاز کا حصّہ ہے تمکنت میری

مظفرؔ اُن کے غلاموں کا بھی غلام ہوں میں
جہاں میں کیوں نہ بڑھے قدر و منزلت میری

○

محمّدِ مُصطفےٰ کو دیکھو
وہ اپنے کردار کی زبانی
بتائے قرآن کے معانی
اِس آئینے میں خدا کو دیکھو
محمّدِ مصطفےٰ کو دیکھو

سماعتوں پر یقین کرنا
دھوئیں کے اندر ہے رنگ بھرنا
ابد کی آنکھیں بھی جس کو دیکھیں
وہ کوہسارِ ازل کا جھرنا

جبینِ خیر البشر سے پھوٹے
یقینِ اہلِ نظر سے پھوٹے
فنا کے پُتلو بقا کو دیکھو
محمدِ مصطفےٰ کو دیکھو

ہزاروں اسمائے محترم ہیں
جو لوحِ تاریخ پر رقم ہیں
وہ خاکِ پا بھی نہیں نبی کی
وہ سب اکٹھے بھی اُس سے کم ہیں

بڑے بڑوں سے بھی وُہ بڑا ہے
افق کے منبر پہ وُہ کھڑا ہے
خطیبِ ارض و سما کو دیکھو
محمدِ مصطفےٰ کو دیکھو

وہ دستِ رحمت دراز رکھے
نگاہِ عالم نواز رکھے
گناہ سے اپنے اُمّتی کو
وُہ خلوتوں میں بھی باز رکھے
دریچۂ رُوح سے وُہ جھانکے
کھُلے ہیں در اُس پہ ہر مکاں کے
مکینِ دارالھُدا کو دیکھو
محمّدِ مُصطفےٰ کو دیکھو

ہر ایک سانس اُس کی زندگی کا
ہے ایک مینار روشنی کا
جریدۂ وقت پر ہے کندہ
ہر ایک لمحہ مرے نبی کا
اگر کوئی ذات دائمی ہے
تو صرف میرے حضور کی ہے
ہر اک صدی کی صدا کو دیکھو
محمّدِ مصطفےٰ کو دیکھو

ہر ایک فرزندِ ارضِ خاکی
رہا پناہوں میں مُصطفےٰ کی
کوئی عرب کا کوئی عجم کا
نہ کوئی بد دل نہ کوئی شاکی
جو درس گاہِ نبی سے نکلے
غلام بھی شاہ بن کے نکلے
مُعلّمِ ارتقا کو دیکھو
محمّدِ مُصطفےٰ کو دیکھو

قدم اُٹھائے جہاں پہ رکھ کر
چراغ سے ہر نشاں پہ رکھ کر
کھلائے کوڑھی کو بھی جو حلوہ
خُود اپنی نوکِ زباں پہ رکھ کر
زمانہ لائے نظیر اُس کی
فلاحِ انساں فقیر اُس کی
کمال ہے جس ادا کو دیکھو
محمّدِ مُصطفےٰ کو دیکھو

○

جہل کا سر درِ ابلاغ پہ خم تُو نے کیا
ظلمتِ کفر کو خورشیدِ حرم تُو نے کیا

بُت پرستی بھی کھنچی آتی صدا پہ تیری
دیدۂ سنگ کو کس پیار سے نم تو نے کیا

جس سے انکار کوئی قوم نہیں کر سکتی
آدمیت پہ وُہ احساں وہ کرم تُو نے کیا

چاند تاروں سے بھی آگے تھی رسائی تیری
آسمانوں کو مشرّف بہ قدم تُو نے کیا

خاص ٹھری تو فقط تیری نبوّت ٹھری
عام اللہ کو اللہ قسم تُو نے کیا

چل پڑیں لوگ بھٹک کر نہ جُدا رستوں پر
اس لیے دین میں دُنیا کو بھی ضم تُو نے کیا

اِس قدر تو کوئی ماں بھی نہ تڑپتی ہو گی
جِس قدر اُمّتِ بیمار کا غم تُو نے کیا

تا اَبد علم کی دُنیائیں کرے گا آباد
حَرف جو وقت کی لہروں پہ رقم تُو نے کیا

شعر گوئی تو مظفرؔ کو خدا نے بخشی
اپنا مدّاح اِسے شاہِ امم تُو نے کیا

مہتاب سے کِرنوں کا نہ خُوشبو سے گلوں کا
جو ربط تِرے نام سے ہے میرے لبوں کا

جب بھی تِرے کردار پہ دوڑاتا ہُوں نظریں
سُرمہ سا لگاتی ہے ہوا روشنیوں کا

آہٹ ہے تِری میرے تصوّر سے بھی آگے
کس طرح تعیّن میں کروں تیری حدوں کا

پتھّر ہے سماعت ہی تِرے اُمتیوں کی
پلٹے تو ہر اِک سے تِری آواز کا جھونکا

اُن سرخ دِلوں کو نگہ سبز عطا کر
بھائے نہ جنھیں رنگ تری انجمنوں کا

سچائی کی دولت سے بھی بھر اُن کے خزانے
معیار فقط اُونچا ہے جن پستہ قدوں کا

اِس ملک سے کرتا ہے بہت پیار مظفرؔ
کعبے کی طرف کر دے رُخ اِس کے صنموں کا

"منقبت"[1]

میرے دل پر راج کرے دیوے کا ایک فقیر
وارث میرا پیر

کرنوں جیسے تن پر اُس کے سرسوں سا احرام
غیروں کو اپنانے والا اُس کا پیارا نام

اُوپر سے تنہا تنہا اندر سے عالم گیر
وارث میرا پیر

[1] سلسلۂ وارثیہ کے بانی بزرگ حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزارِ اقدس دیوہ شریف (لکھنؤ کے قریب) ہے۔

خوشبوئیں بھی آپ ہے جھونکا بھی ہے اس کی ذات
اُس کے رنگوں میں رہتی ہے سادگیِ سادات
اُس کے آئینے سے سج کر نکلے ہر تصویر
وارث میرا پیر

اُس کا مال اسباب توکّل تقویٰ اُس کا رُوپ
ہریالی سے بڑھ کر اُس کے استغنا کی دُھوپ
اُس کے اُجلے اُجلے پیروں کی مٹی اکسیر
وارث میرا پیر

میں اُس تک پہنچا تھا ٹوٹا پھوٹا غیر آباد
اپنے رستوں پر اُس نے رکھّی میری بُنیاد
مجھ کو ڈھا کر، نئے سِرے سے کی میری تعمیر
وارث میرا پیر

روشنیاں پھوٹیں مُجھ سے، جب پہنا اُس کا سایا
اُس پارس کو چُھو کر میں پتھّر، سونا کہلایا
اُس کا پیار مرا دھن، اس کا دھیان مِری جاگیر
وارث میرا پیر

اُس کے عشق میں ڈُوبا رہتا ہوں دن رین سمیت
میرے دل میں درد اُس کا اور درد بھی چین سمیت
آنکھوں میں ہیں خواب اُس کے اور خواب بھی مع تعبیر
وارث میرا پیر

○

حسینؑ سچائی ہے وفا ہے

صراطِ حق الیقیں کا راہی

احاطۂ خانۂ الٰہی ۔ چراغِ دیوارِ مُصطفےٰ ہے

حسینؑ سچائی ہے وفا ہے

○

وہ دین کا پیکرِ معانی رسُول کی شرحِ زندگانی

ملوکیّت کا غنیمِ اوّل نظامِ جمہُوریت کا بانی

مرید ہیں اِنقلاب اُس کے

گناؤں کیا کیا خطاب اُس کے ۔ یقین ہے صبر ہے رضا ہے

حسینؑ سچائی ہے وفا ہے

○

کھُلے امامت کے راز اُس پر پیمبری کو بھی ناز اُس پر

وہ منفرد سجدہ کرنے والا فِدا ہر اِک کی نماز اُس پر

نگاہ والو بغور دیکھو

کچھ اور سمجھو کچھ اور دیکھو ۔ بشر ہے لیکن خُدا نما ہے

حسینؑ سچائی ہے وفا ہے

○

وُہ اِک اجالا نہ مٹنے والا ـــــ حبیبِ محبوبِ حق تعالیٰ
ثباتِ حق کو اُسی کے دم سے ـــــ اذاں کا ہر بول اُسی سے بالا
فراتِ توحید کے کنارے
کٹے ہوئے جسم کے سہارے ۔ لہو میں ڈوبا ہُوا کھڑا ہے
حسین سچائی ہے وفا ہے

○

وہ رُوئے روشن وہ چشمِ بینا ـــــ شہادت اس کی سکھائے جینا
جہالتوں کے تلاطموں میں ـــــ وُہ علم و تہذیب کا سفینہ
ہوائے تازہ میں باس اس کی
کبھی نہ مُرجھائے پیاس اُس کی ۔ وہ چودہ سو سال سے ہرا ہے
حسین سچّائی ہے وفا ہے

○

وہ اِک لُغاتِ حدیث و قرآں ـــــ نصیبِ ایماں نصابِ ایماں
وُہ طُورِ ایثار کی تجلّی ـــــ وُہ اِستقامت کا کوہِ فاراں
ابد سے آگے بھی اُس کا سایا
مَیں اُس کے سائے میں دیکھ آیا ۔ قدیم ہو کر بھی وہ نیا ہے
حسین سچّائی ہے وفا ہے

○

طلوع ہوتے ہوئے سویرے لگائیں اُس کی گلی کے پھیرے
فنا کی راہوں سے بھی گزر کر بقا کی وادی میں اُس کے ڈیرے
حیات کو اُس کے نام کرنا
لہو کو اُس کے سلام کرنا۔ خراج ہے عشق ہے دُعا ہے
حسین سچائی ہے وفا ہے

○

چراغِ بو بکر کا اجالا جہادِ فاروق کا قرینہ
غنائے عثمان کا اثاثہ علی کی تلوار کا نگینہ
اکیلا بھی اِک ہجوم جیسا
سراپا دارالعلوم جیسا۔ سفر ہے منزل ہے راستہ ہے
حسین سچائی ہے وفا ہے

سلام

وہ امامِ یقیں، جانِ حق، رُوحِ دیں، — شرحِ ایماں سرِ کربلا کر گیا
جگمگاتا ہے جو تاجِ توحید میں — ایک سجدہ وہ ایسا ادا کر گیا

بُوند بُوند اُس کے بہتے ہوئے خُون کی — مُہر تھی ربِّ کعبہ کے قانون کی
زرد ہونٹوں پہ بھڑی ہوئی پیاس سے — سُوکھتے موسموں کو ہرا کر گیا

کون گمراہ ہے کون سچّائی پر — اُس نے ثابت کیا جان پر کھیل کر
کیسا شکوہ گِلہ موت سے خُود مِلا، — صبر و ایثار کی اِنتہا کر گیا

دیتا ہوگا موذن اذاں کِس طرح — دیکھ پایا فلک وہ سماں کس طرح
سر کہیں تن کہیں یوں بھی سیرِ زمیں — راکبِ دوشِ خیرالورا کر گیا

شر کی اُس نے کبھی خیر خواہی نہ کی — کٹ گیا بیعتِ جبرِ شاہی نہ کی
آنے والے زمانے کے مظلوم کو — کس قدر حوصلہ وہ عطا کر گیا

ناز اس کے لہو پر شہادت کرے — وہ ہر اِک روشنی کی قیادت کرے
گُل نہ ہونگی جو صدیوں کے جھونکوں سے بھی — ایسی شمعیں ہوا میں جلا کر گیا

جب بُرا وقت اِسلام پر آپڑے — مرتے دم تک مُنظفر مسلماں لڑے
صرف لفظوں میں اس نے نصیحت نہ کی — وہ عمل کی زباں میں بتا کر گیا

سلام

سر بلندی کی روایت سر کٹانے سے چلی
نبضِ ایماں تیری نبضیں ڈُوب جانے سے چلی

گھر سے تجھ کو کربلا کی سمت جاتا دیکھ کر
ابر اُٹھا صحرا سے بجلی آشیانے سے چلی

خُوں سے تُو نے بنایا راستہ سچائی کا
آدمیت حق کی راہوں پر چلانے سے چلی

نذرِ دیں جاں ہی نہیں سب لختِ جاں بھی کر دیے
رِیت یہ تجھ سے چلی تیرے گھرانے سے چلی

آنے والا لمحہ تیری بعیت کر چکا
بات تیری از سرِ نو ہر زمانے سے چلی

مَیں محمدؐ کا غلام آلِ محمدؐ کا غلام
اپنی ہر تصویر اِس آئینہ خانے سے چلی

تُو نے معنی ہی بدل ڈالے شکست و فتح کے
رسمِ ہستی اپنی ہستی کو مٹانے سے چلی

زندگی مومن کی ہوتی ہے مظفر امتحاں
کشتیٔ اسلام گرد ابوں میں آنے سے چلی

ہماری کتابیں • خوبصورت کتابیں

ماورا پبلشرز

۳ بہاولپور روڈ۔ لاہور